Dr. S. K. Jabeen
Dept of Urdu
Rohtas Mahila College, Sasaram

Topic: jibril-wa-iblis ka fikri jayeza

[*Urdu Hon's B. A., Part-I*]

Scanned with CamScanner

اقبالؔ کی نظم ''جبریل وابلیس'' کا فکری وفنی جائزہ

فکر وفن کے لحاظ سے اقبالؔ کی معرکتہ الآرا نظموں میں سے ایک نظم ''جبریل وابلیس'' بھی ہے۔ بظاہر یہ نظم دو بچھڑے ہوئے دوست کا ایک مکالمہ ہے۔ دونوں دوستوں کے نقطۂ نظر میں کافی فرق ہے۔ ایک کا ایمان خدا پر ہے اور دوسرے کا ایمان خود اپنی ذات پر۔ ایک فرشتہ ہے اور دوسرا شیطان۔ اس لئے یہ نظم کا مکالمہ دلچسپ بھی ہے اور فکر انگیز بھی۔ ان دونوں کی گفتگو کے ذریعہ حیات و کائنات کے بنیادی مسائل کو خیر وشر کی روشنی میں دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس نظم میں ایک کردار جبریل اور وہ اپنے پرانے دوست ابلیس سے سوال کرتے ہیں کہ دنیا کے رنگ ڈھنگ کیا ہیں؟ سوال کے جواب میں ابلیس انتہائی مختصر طور پر یہ کہتا ہے کہ دنیا اور اس کی محض کہانی سوز و ساز، درد وداغ اور جستجو وآواز کی کہانی ہے۔ جبریل وابلیس کے یہ مکالمے مختلف طریقے سے مختلف نقطۂ نظر کو پیش کرتے چلے جاتے ہیں۔ جبریل کی یہ دعوت کہ ابلیس فرشتوں کی دنیا میں واپس آجائے، ابلیس کو یہ دعوت نہیں بھاتی اور وہ کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ فرشتوں کی دنیا میں جا کر وہ اپنی ذات کی خودداری کو ختم نہیں کرسکتا۔ جب جبریل فرشتوں کی عزت وآبرو کی دہائی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابلیس کے انکار کی وجہ سے خدا کی نظر میں فرشتوں کی عزت کم ہوگئی ہے تو اس پر ابلیس یہ جواب دیتا ہے کہ اگر خدا کی نظر میں ان کی عزت کم ہوتی ہے تو ساتھ ہی ساتھ خود اس کی ذات کی وجہ سے حیات و کائنات کی رونق دوبالا ہوگئی ہے۔

ابلیس کی شخصیت ساری دنیا میں بے مثال ہے کیونکہ اس کے اندر برباد کرنے کے لئے اتنی صلاحیت موجود ہے کہ اُسے دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ابلیس دنیا میں خالق ہے جہاں خضر والیاس علیہ السلام بے دست و پا ہوتے ہیں وہاں ابلیس اپنی طاقت سے نئے نئے گل کھلاتا ہے اس طرح جبریل کو ابلیس یہ سمجھاتا ہے کہ فرشتوں کی زندگی اللہ کی عبادت کے لئے وقف ہے، جب کہ ابلیس کی وجہ سے خدا کا دل بھی کھٹکتا رہتا ہے۔

اس نظم میں صرف مکالمے ہیں۔ دو کردار گفتگو کرتے ہیں، لیکن یہ دونوں جس طرح محو گفتگو ہیں، اس سے صاف فضا پیدا ہوجاتی ہے۔ مکالمے کے رنگ وروپ سے بھی یہ واضح ہوجاتا ہے کہ یہ فضا کیسی ہے۔ اندازہ ہوتا ہے کہ دونوں پرانے دوست دنیا سے دور آسمان میں کہیں بات چیت کررہے

Scanned with CamScanner

ہیں۔ کچھ الفاظ ایسے استعمال کئے گئے ہیں۔ جن سے ارضیہ کی تعمیر ہو جاتی ہے، جس بناء پر اس نظم میں ڈرامائیت نمایاں ہونے لگتی ہے۔ اس ڈرامائی فضاء سے اس نظم کا فنی حسن نکھر جاتا ہے۔

یہ کردار روایتی ہیں۔ ان کا مذہب میں بڑا نام ہے۔ جبریل ایک فرشتہ ہیں اور ابلیس ایک شیطان اس کی شیطنیت اپنی انتہا تک پہنچی ہوئی ہے۔ اس روایتی پس منظر میں کردار کو ابھارنے کی کوشش اقبالؔ نے کی ہے۔ اس لئے کہ جبریل کی گفتگو میں سنجیدگی ہے اور وہ اسی انداز و لہجہ میں ابلیس سے سوال کرتے ہیں۔

ہمدم دیرینہ کیسا ہے جہانِ رنگ و بو

اس مصرعہ میں انتہائی متانت ہے اس میں شریفانہ طریقے پر کچھ جان بوجھ کر انجان بننے کی لطافت بھی ہے۔ اس مصرعہ میں محبت کا وہ حق بھی موجود ہے جو ایک بچھڑے ہوئے دوست کو دیکھ کر دل میں ابھرتا ہے۔ جبریل کے مکالمے اس مختصر سی نظم میں مختصر ترین ہیں۔ گیارہ شعر کی اس نظم میں صرف ڈھائی شعر پر مشتمل جبریل کے مکالمے ہیں۔ ایک مصرعہ اوپر درج کیا گیا ہے اور دوسرے دو اشعار یہ ہیں ؎

ہر گھڑی افلاک پہ رہتی ہے تیری گفتگو
کیا یہ ممکن ہی نہیں کہ تیرا دامن ہو رفو
کھودیئے انکار سے تو نے مقامات بلند
چشم یزداں میں فرشتوں کی رہی کیا آبرو

اس طرح جبریل تین مکالمے استعمال کرتے ہیں اور تینوں مکالمے جبریل کے جواب کے سلسلے میں ہوتے ہیں۔ ابلیس کا جواب کچھ ایسا تلخ اور تیکھا ہوتا ہے کہ قاعدے کے مطابق اس کا کچھ نہ کچھ ردعمل جبریل پر ہونا چاہئے تھا۔ لیکن جبریل ابلیس کے تیز و تند لب و لہجہ کو نظر انداز کرتے ہوئے انتہائی متانت اور شرافت سے ابلیس پر محبتوں کی بارش کرتے چلے جاتے ہیں۔ ابلیس نے جس سیمابی کیفیت کے ساتھ جہاں رنگ و بو کا حال بتایا تھا اس کے پس منظر میں جبریل کا مطالعہ انتہائی قابل غور ہے۔

جبریل یہ محسوس کر لیتے ہیں کہ ابلیس دنیا کی لذتوں میں کھویا ہوا ہے۔ اس کو دعوت حق دینے کے لئے جبریل کے پاس کچھ نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ ابلیس کی خاطر سارے فرشتے محبت

Scanned with CamScanner

ہے کہ ابلیس کا تذکرہ فرشتے ہردم ہر گھڑی کی بارش کرنے کے لئے تیار ہیں۔اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ابلیس کا تذکرہ فرشتے ہردم ہرگھڑی کرتے رہتے ہیں۔بڑی محبت سے یہ دعوت دیتے ہوئے جبریل پورے تقدس کے ساتھ لب ولہجہ کا وقار برقرار رکھتے ہیں۔

آخری مکالمہ جبریل کے سلسلے میں یہ ہے کہ ابلیس کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس نے نافرمانی کر کے خدا کی نظروں میں فرشتوں کو رسوا کردیا۔اس مکالمے کے پس منظر میں ابلیس کا وہ جواب ہے جس میں وہ اپنی اَنا کا گیت گاتا ہے۔جبریل کے مکالمے میں اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ جبریل خود پرستی سے گریز کرتے ہیں اور ان کے نزدیک شخصیت کا وقار یہ ہے کہ وہ ذات باری میں ضم ہوجاتے ہیں۔ابلیس کی شخصیت اس نظریئے کی نہیں ہے۔اس لئے وہ کہتا ہے کہ فرشتوں کی سربراہی جب اس سے چھین لی گئی تب اسے معلوم ہوا کہ اس کی اپنی ہستی کتنی باوقار ہے ۔

گر کبھی خلوت میسر ہو تو پوچھ اللہ سے
قصہ آدم کو رنگین کر گیا کس کا لہو

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے یہاں پر ابلیس کے کردار پر اقبالؔ کا کردار چھا جانے کی کوشش کرتا ہے۔یا پھر یہ ممکن ہو کہ اپنا لہو بہانے سے وہ تخلیقِ کرب ہو جس کے بعد کوئی عظیم کارنامہ ظہور میں آتا ہے۔پھر بھی یہ کھٹک باقی رہ جاتی ہے کہ ابلیس کی خود پرستی اس کی خبر لے۔کرب ذات کا تخلیقی قوت سے لاکھ صلح ہونے کے باوجود کرب گھلاوٹوں سے بھرا ہوا پرلطف احساس نہیں ہوسکتا۔کرب کا یہ احساس قدروں کا احساس ہے۔وہ قدریں جن کے ذریعے خیر مسکراتا ہے۔

مختصر یہ کہ اقبالؔ کی یہ نظم ان کی بہترین نظموں میں سے ایک ہے جس میں انتہائی کامیاب طریقے سے فکروفن کے جادو جگائے گئے ہیں۔

Scanned with CamScanner